اِس میں ذکر کیا گیا ہے ۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ ۔ تین مقاصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے
اسکا ایک نام سلام الاسلام اور دوسرا نام تاریخی افضل الکلام
فی احوال السّلام ہے ۱۳۱۳ دوسرے نام کو میرے عزیز حقیقی بھتیجے مولوی سید
سراج الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نائب فوجدار (ناظم دوم فوجداری) ریاست جیپور
راجپوتانہ نے تجویز کرکے بھیجا ہے ۔ ناظرین اہلِ بصیرت سے امید ہے کہ اگر کہین
کوئی لغزش و خطا واقع ہوئی ہو تو بنظرِ اصلاح ملاحظہ فرمائیں کہ ہیچ نفس بشر خالی
از خطا نبود ۔

**مقدمہ** سلام کے معنی عربی لغت میں گردن رکھنا (اطاعت کرنا) اور
سلام کہنا ۔ اور عدم تکلیف اور عیوب سے پاک ہونے کے ہیں ۔ اور ایک نام
ہے خدائے تعالیٰ کے ناموں سے ۔ اور فارسی میں اعداد کے ایک درجے کا نام ہے
جسکو ہندی میں لاکھ کہتے ہین ۔ دار السّلام بہشت کے ایک طبقے کا نام ہے ۔
مدینۃ السّلام شہر بغداد کو کہتے ہین اور نہر السّلام دریائے دجلہ کو ۔

**پہلے** ۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سلام کی ابتدا کب سے ہوئی اور کیونکر ہوئی ۔
**ابو ہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب خداوند عالم نے آدم کو پیدا کیا اُن کا قد ساٹھ گز کا تھا ۔ لیکن کم ہوتے ہوتے
آدمیون کے قد چھوٹے رہ گئے ۔ جب آدم کے جسم مین روح داخل ہوئی اللہ تعالیٰ
کا حکم ہوا کہ اے آدم اس گروہ کے نزدیک جاؤ (وہ گروہ فرشتون کا تھا جو
بیٹھے ہوئے تھے) اور اُن کو سلام کرو پھر سنو کہ وہ (ملائکہ) تمہارے سلام کے
جواب مین کیا کہتے ہیں ۔ جو کچھ وہ جواب کہین گے وہی جواب تمہارے اور تمہاری

اولاد کے واسطے سلام قرار دیا جائے گا۔ یہ حکم ربّانی سُن کر حضرت آدم فرشتون کے قریب گئے اور اُن سے مخاطب ہو کر کہا السّلام علیکم۔ فرشتوں نے جواب میں کہا۔ السّلام علیك ورحمة الله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ فرشتوں نے (سلام کے ساتھ) لفظ رحمۃ اللہ کا زیادہ کہا انتہی بلفظہ ایک حدیث مین رحمۃ اللہ کے بعد وبرکاتہ کا لفظ بھی ہے۔

اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلام کی ابتدا اور طریقہ سلام کی تعلیم حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش کے بعد ہی ہو گئی تھی اسلئے کم از کم مسلمانوں کے واسطے یہ حدیث شریف سلام مروجہ اسلام کے متعلق ایک عمدہ سند اور حجت ہے۔

قبل ظہور اسلام اہل عرب مین بجائے لفظ سلام ملاقات کے وقت حیاک اللہ کہنے کا رواج تھا جس کے معنی ہیں "خدا تمکو زندہ رکھے" اسی دعا کی بنا پر سلام کو تحیت کہتے تھے۔ تحیت کے معنی بھی لغت مین سلام کہنے کے ہین۔ جمہور مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیہ کریمہ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ ۔ تحیت سے سلام ہی مراد ہے۔ جناب شارع علیہ السّلام نے بجائے اُس دعا (حیاک اللہ) کے السّلام علیک کی تعلیم فرمائی۔ جو اپنے معنوں کے اعتبار سے اُس دعا سے زیادہ بلیغ و جامع ہے کیونکہ دنیا میں آدمی جبتک ہر ایک آفت۔ بلا۔ تکلیف اور مصیبت سے محفوظ اور سالم ہے۔ بیشک زندہ بھی ہو گا اور وہ زندگی با مزہ و عزیز بھی ہو گی۔ لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ ہر ایک زندہ آدمی آفات و مصائب سے محفوظ اور سالم بھی ہو۔ اس کے علاوہ سلام اللہ تعالیٰ کا ایک نام بھی ہے۔ پس خدا کے ایسے نام پاک سے

ابتدائے کلام کرنا جو اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ اپنے بندون کی سلامتی برقرار رکھنا چاہتا ہی حیاک اللہ کہنے سے بہتر اور کاملتر ہے۔ اور جب ایک آدمی دوسرے کو السلام علیک کہتا ہے تو گویا اُس کو سلامتی کی خوشخبری دیتا ہے یہ بات حیاک اللہ میں نہیں ہے۔

**مقصد اول**۔ اس مین دو اصلیں ہیں۔ **اصل اوّل** آیات متعلقہ فضیلت سلام **اصل دوم**۔ احادیث درباب فضیلت و تاکید سلام۔

**اصل اول**۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک یعنی قرآن مجید مین اہل ایمان کو چند جگہ ضمناً یا صراحتاً سلام سے یاد فرماتا ہے۔

**اوّل** بخطاب نوح علیہ السّلام ارشاد ہوتا ہے۔ یا نوح اہبط بسلام منا و برکات علیک وعلی امم ممن معک ترجمہ۔ اے نوح اُتر و تمپر اور تمہارے ساتھ جو اُمتین ہین اُنپر ہماری طرف سے سلام اور برکتیں ہیں۔ ان اُمتون مین اُمت محمدیہ بھی داخل ہے بلکہ مفسرین کے نزدیک یہی اُمت مرحومہ مراد ہے۔ جو دنیا میں آنے سے پہلے مخاطب بسلام اور مبشر بالبرکات ہو چکی تھی۔

**دوم** حضرت جبریل علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ترجمہ۔ اُس رات مین فرشتے اور جبریل خدا کے حکم سے نازل ہوتے ہین اور ہر ایک امر سے سلامتی کی خوشخبری دیتے ہین۔ مفسرون نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار یہ اندیشہ ہوا تھا کہ مبادا میری اُمت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کی امتون کے مانند نہ ہوجائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب اسکی فکر نہ کرو جب تم دنیا سے ہمارے پاس

سے چلے آؤ گے تو ہم شب قدر میں جبریل کو تمہارا قائم مقام بنا کر تمہاری اُمت کے پاس بھیجیں گے اور وہ اُن کو ہمارا سلام پہنچایا کرینگے۔

سوم۔ حضرت موسیٰ کی زبان سے ارشاد ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

ترجمہ۔ سلام اُس پر جو ہدایت کو مانے۔ پس اہلِ ایمان نے جب ہدایت کا اتباع کیا تو اُن کو حضرت موسیٰ کا سلام یقیناً پہنچ گیا۔ خدا ہم سبھوں کو اُس مبارک گروہ میں داخل فرمائے۔ آمین۔

چہارم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رُو در رُو سلام کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ اذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم ترجمہ۔ اے نبی جب تمہارے پاس ایمان لانے والے آئیں تو کہو سلام علیکم۔ یہ نعمت زائران روضۂ اقدس کو اب بھی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ حیات النبی کا مسئلہ مسلم ہے۔ خدائے کریم ہم سبھوں کو ایمان کے ساتھ اُس آستان رحمت نشان کی حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پنجم۔ ملک الموت کی زبانی مومنانِ پاک کو بروقت وفات سلام پہنچتا ہے ارشاد ہے کہ الذين تتوفهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ترجمہ جن کو فرشتے پورا کرتے ہیں اور وہ پاک ہوتے ہیں اُن سے کہتے ہیں کہ تم پر سلام۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ فرشتۂ موت بندۂ مومن کے کان میں کہتا ہے کہ خداوند عالم نے جسکا نام سلام ہے تجھکو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میرے پاس آئیں تیرا مشتاق ہوں اور جنتیں اور حوریں بھی تیرے اشتیاق میں ہیں۔ بندۂ مومن یہ خوشخبری سُن کر فرشتے سے کہتا ہے کہ بشارت دینے والے کیلئے

کچھ تحفہ ضرور ہونا چاہیے اور جان عزیز سے اچھا کوئی تحفہ نہیں ہے اسلئے میری
روح کو قبض کرکے بطور تحفہ کے قبول کرو سبحان اللہ

برین مژدہ گر جانِ فشانم رواست　　　　که این مژده آسایشِ جانِ ماست

ششم - اہل جنت کے حال میں ارشاد ہوا ہے کہ قال لهم خزنتها
سلام علیکم طبتم (زمر پ ۲۴) ترجمہ - کہیں گے اُن سے نگہبان اُسکے سلامتی ہو تم پر خوشحال
ہوئے تم ایضاً والملائکة یدخلون علیهم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم (رعد پ ۱۳)
ترجمہ - اور فرشتے داخل ہونگے اُن پر ہر دروازے سے (یہ کہتے ہوئے)
سلامتی ہے اوپر تمہارے بسبب اسکے کہ صبر کیا تمنے ایضاً تحیتهم یوم
یلقونه سلام (احزاب پ ۲۲) ترجمہ تحیت مومنین کی جسدن ملاقات کریں گے خدا سے سلام
ہے اللہ کی جانب سے -

کتاب تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کی یہ عبارت ہے کہ تحیتهم
تحیة المومنین یوم یلقونه (یلقون) الله سلام من الله - وسلم علیهم الملٰئکة عند ابواب الجنة
یعنی تحیت مومنین جس دن اللہ سے ملاقات کرینگے اللہ کی جانب سے سلام ہے
اور جنت کے دروازوں کے فرشتے بھی مومنین کو سلام کرینگے -

راقم الحروف کہتا ہے اے مسلمان بھائیو ذرا غور کرو کہ خداوند عالم اور اُسکے
ملائکہ تم پر سلام بھیجیں گے بشرطیکہ تم اپنے آپ کو خدا کے سلام کے قابل بناؤ یعنی
تقویٰ و طہارت اختیار کرو صوم و صلوٰۃ اور جملہ ارکانِ شرع شریف کے پابند ہو
گناہوں سے بچو - اسراف کو چھوڑ دو - فی سبیل اللہ اپنے مال میں سے مستحقین کو
دو - اور اپنی قوم کے ساتھ خصوصاً اور بنی نوع کے ساتھ عموماً ہمدردی کا برتاؤ

کرو۔ الی غیرہا من الاعمال الصالحۃ والاخلاق الحسنۃ عجب کہین اس مرتبے کے مستحق ہوسگے۔

ہفتم۔ ایک مقام پر مسلمانوں کو حکم کے پیرایہ میں یہ تعلیم ہوئی کہ یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون (نور پ ۱۸) ترجمہ۔ اے ایمان والو داخل ہو (دوسروں کے) گھروں میں سوائے اپنے گھروں کے یہانتک کہ اُن سے اجازت حاصل کرو اور اُن گھروں کے رہنے والوں کو سلام کرو۔ یہ بات تمہارے واسطے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ مقصد یہ کہ بدون اطلاع واجازت کسی کے مکان میں نہ گھس جائے اسلئے کہ معلوم نہین وہ شخص کس حال میں ہے۔ پہلے آواز دینی چاہئے اور سب سے بہتر سلام کرنا ہے یعنی السلام علیکم کہے۔

ہشتم۔ یہ فضیلت سلام کی ملاحظہ کیجیے کہ خداوند عالم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے۔ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے (نمل پ ۲۰) ترجمہ۔ کہو اے محمد سب تعریفین اللہ کے واسطے ہیں اور سلام اُسکے بندوں پر جن کو اُسنے برگزیدہ کیا۔ اسمیں یہ نکتہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیجنے کے ساتھ کلام کو شروع کرنا یا کسی تحریر و تصنیف کا آغاز کرنا لوگونکو سکھادیا۔

نہم۔ اس میں ایمان والوں اور مسلمانوں کو یہ تعلیم ہوئی ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (احزاب پ ۲۲) ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہین نبی پر۔ اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو نبی پر اور سلام بھیجو جو حق سلام

بھیجنے کا ہے۔ یہ حکم پورے طور پر نماز میں السّلام علیک ایہا النبی اللّٰھم صل علیٰ محمد
سے ادا ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اور ان کی
اولاد کے لئے رحمت طلب کی جاتی ہے۔ یہ پڑھنا بڑی مقبولیت رکھتا ہے اُن
حضرات کے لایق تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت نازل ہوتی ہی ہے ساتھ ہی
دس۱۰ رحمتیں پڑھنے والے پر بھی اُترتی ہیں اب جس قدر چاہے حاصل کرے۔

## اصل دوم۔ احادیث در باب فضیلت وتاکید سلام۔

**اول** عن علیؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم للمسلم علی المسلم ستٌّ
بالمعروف یُسلّم اذا لقیہ۔ ویجیبہ اذا دعاہ ویشمّتہ اذا عطس۔ ویعودہ
اذا مرض۔ ویتبع جنازتہ۔ اذا مات۔ ویحب لہ ما یحب بنفسہ
رواہ الترمذی والدارمی۔ ترجمہ حضرت سیدنا علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کے مسلمان پر
چھ حق ہیں جو امر بالمعروف میں شامل ہیں۔
(۱) جس وقت کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو اسکو سلام کرے۔ (۲) جس وقت
کوئی مسلمان پکارے تو اُس کا جواب دے۔ (۳) جب کسی مسلمان کو چھینک
آئے تو اُس سے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے۔ (۴) جب کوئی مسلمان بیمار ہو اُسکی
عیادت کو جائے۔ (۵) جب کوئی مسلمان مرجائے تو اُسکے جنازے کے ساتھ
جائے۔ (۶) جو چیز اپنے واسطے دوست رکھتا ہے دوسرے مسلمانوں کے لئے
بھی دوست رکھے۔

**دوم** عن عبداللہ بن عمرؓ ان رجلا سأل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم

اي الاسلام خير۔ قال تطعم الطعام وتقرئ السلام على من عرفت ومن لم تعرف متفق علیہ۔ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین آکر عرض کی (یا رسول اللہ) کون سا اسلام بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی کو تو کھانا کھلائے۔ اور سلام کرے اُس شخص کو جسکو تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ غرض یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔

سوم۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلون الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا الا ادلکم على شیء اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ جنت میں نہ داخل ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان نہ لاؤگے جب تک آپس میں محبت نہ کروگے۔ آگاہ ہو۔ میں ایسی چیز تمکو بتاتا ہوں کہ اگر اُس پر عمل کروگے تو آپس میں دوست بنجاؤگے (وہ چیز یہ ہے کہ) سلام کو آپس مین پھیلاؤ

چہارم۔ عن انسؓ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر على غلمان فسلم علیھم متفق علیہ۔ ترجمہ انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوجوان لڑکوں کی طرف گزر ہوا تو آپ نے اُن سب کو سلام کیا۔

پنجم۔ عن جریرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر على نسوۃ فسلم علیھن۔ رواہ احمد ترجمہ۔ جریر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کے گروہ کی طرف گزر ہوا تو آپ نے اُن عورتوں کو سلام کیا۔

ششم۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر رواہ البخاری۔ ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ اور تھوڑے آدمی بہت سے آدمیوں کو سلام کریں۔

ہفتم۔ عن جابرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تاذنوا لمن لم یبدء بالسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص تم سے ابتدائے سلام نہ کرے اسکو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دو۔

ہشتم۔ عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اھل بیتک رواہ الترمذی۔ ترجمہ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے بیٹے (انس)، جب تو اپنے اہل وعیال میں داخل ہو تو اُن پر سلام کر۔ اس میں تیرے اور تیرے عیال دونو کے واسطے برکت ہے۔

نہم۔ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا لقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینھما شجرۃ او جدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ رواہ ابو داؤد۔ ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی (مسلمان) سے ملاقات کرے تو اُس کو سلام کرے۔ اور اگر ان دونوں شخصوں

میں سے کوئی درخت یا دیوار یا پتھر کے اوٹ میں آجائے اور پھر دونو آپس میں ملین تو پھر سلام کرے۔

وہم۔ عن عبد اللہ بن بُسْرٍ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی باب قوم لم یستقبل الباب من تلقاء وجہہ ولکن من رکنہ الایمن او الایسر فیقول السلام علیکم السلام علیکم وذلک ان الدور لم تکن یومئذ علیہا ستور۔ رواہ ابو داؤد۔ وذکر حدیث انسؓ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ فی باب الضیافۃ

ترجمہ۔ عبد اللہ بن بُسْر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے دروازے پر تشریف لاتے تھے تو دروازے کے سامنے نہین کھڑے ہوتے تھے۔ بلکہ داہنی جانب یا بائیں جانب ٹھہرتے تھے اور فرماتے تھے۔ السلام علیکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا اسلئے کرتے تھے کہ اُس وقت دروازون پر پردے نہیں ڈالے جاتے تھے۔ انتہی الحدیث۔ یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازے کے سامنے سے ہٹ کر کھڑا ہونا اس لئے تھا کہ اُس مکان کے اندر رہنے والون پر نگاہ نہ پڑے۔ ونیز دوسری حدیث میں بروایت انسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جاکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا۔

واضح رہے۔ کہ یہ دس حدیثیں کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے لکھی گئی ہیں۔

یازدہم۔ السلام اسم من اسماء اللہ وضعہ اللہ فی الارض فافشوہ بینکم فان الرجل المسلم اذا مر بقوم فسلم علیہم فردوا علیہ کان لہ علیہم فضل درجۃ

بتذکیرہ ایاھم السلام فان لم یردوا علیہ رد علیہ من ھو خیر منھم واطیب = البزار (ھب) عن ابن مسعود (ح) ترجمہ۔ سلام ایک نام اللہ کے ناموں میں سے ہے۔ اُس کو اللہ تعالیٰ نے (اشاعت کے واسطے) نیچے زمین پر رکھا ہے۔ پس آشکارا کرو اور پھیلاؤ اُس کو آپس میں اس لئے کہ جب کوئی مسلمان آدمی کسی گروہ کی طرف گیا اور اُن پر سلام کیا اور اُن لوگوں نے سلام کا جواب دیا تو اس حالت میں سلام کرنے والے کا درجہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ اِس شخص نے اُن کو سلام کی یاد دلائی ہے۔ اور اگر اُن لوگوں نے سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والے کو وہ جواب دے گا جو اُن آدمیوں سے زیادہ نیک اور زیادہ پاک ہے (اللہ جل جلالہ) روایت کی بزّار نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ جامع الصغیر للامام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دوازدہم۔ عن الحسن بن علیؓ قال سألت خالی ھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی شیئا اتعلق بہ۔ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخما مفخما یتلألأ وجھہ تلألأ القمر لیلۃ البدر۔ اطول من المربوع واقصر من المشذب۔ عظیم الھامۃ۔ رجل الشعر ان انفرقت عقیقتہ فرق والا فلا۔ یجاوز شعرہ شحمۃ اذنیہ اذا ھو وفرہ۔ ازھر اللون۔ واسع الجبین۔ ازج الحواجب۔ سوابغ من غیر قرن بینھما عرق یدرہ الغضب۔ اقنی العرنین۔ لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأملہ اشم۔ کث اللحیۃ سھل الخدین۔ ضلیع الفم۔ مفلج الاسنان۔ دقیق المسربۃ۔ کأن عنقہ

جید دمیة فی صفاء الفضة ۔ معتدل الخلق ۔ بادن ۔ متماسك ۔ سواء البطن

والصدر ۔ عریض الصدر ۔ بعید ما بین المنکبین ۔ ضخم الکرادیس

انور المتجرد ۔ موصول ما بین اللبة والسرة بشعر یجری کالخط ۔ عاری

الثدیین والبطن مما سوی ذلك ۔ اشعر الذراعین والمنکبین

واعالی الصدر ۔ طویل الزندین ۔ رحب الراحة ۔ شثن

الکفین والقدمین ۔ سائل الاطراف او قال شائل الاطراف

خمصان الاخمصین ۔ مسیح القدمین ۔ ینبو عنهما الماء اذا زال زال

قلعًا یخطو تکفیا ۔ ویمشی هونا ۔ ذریع المشیة اذا مشی کانما ینحط من صبب ۔

واذا التفت التفت جمیعًا ۔ خافض الطرف ۔ نظره الی الارض اکثر من نظره

الی السماء جل نظره الملاحظة ۔ یسوق اصحابه ۔ یبدأ من لقی بالسلام ۔

شمائل الترمذی و دلائل النبوة لابی نعیم اصبهانی ۔

اگرچہ اس حدیث شریف کا آخری جملہ ہمارے اس رسالہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس میں حلیۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفصل بیان ہوا ہے اس وجہ سے ہمنے پوری حدیث تیمنًا و تبرکًا یہاں لکھدی ہے اور چونکہ اس میں اکثر لغات عربیہ سخت مشکل اور غیر مشہور ہیں اس واسطے بنظر فائدہ عامہ ہم ترجمہ اس حدیث شریف کا عام فہم عبارت میں از روے لغات و کتب شمائل و سیر اس مقام پر لکھے دیتے ہیں خدایا مسلمان بھائیوں کی آنکھیں اس نقشۂ باکمال نبوی کے نور سے ہمیشہ روشن رہیں آمین ۔

ترجمہ ۔ حضرت امام حسن بن سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہندبن ابی ہالہ سے کہ وہ اوصاف حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیان کیا کرتے تھے کہا کہ مجھ سے بھی وہ صفت بیان کیجیے تاکہ اُس کو یاد کرلوں تو ہندبن ابی ہالہ نے کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات بابرکات میں بھی اور دوسروں کے نزدیک بھی بہت عظیم القدر، بارعب وجلالت تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپ کوتاہ قامت سے بلند اور پست قد سے دراز قامت تھے۔ (یعنی میانہ قد تھے) آپ کا سر اقدس بڑا تھا۔ آپ کے بالوں میں زیادہ پیچ وخم (گھونگھر) نہ تھا نرم اور سیدھے تھے۔ جب کھلتے تھے تو مانگ نکلتی تھی ورنہ نہیں۔ اور جب آپ بالوں کو بڑھا دیتے تھے تو کانوں کی لَو سے تجاوز کر جاتے تھے۔ آپ کا رنگ صاف اور روشن تھا۔ آپ کی پیشانی کشادہ تھی۔ آپ کے ابرو خمدار اور باریک تھے اور اُن میں سب جگہ بال تھے۔ دو ابرو باہم ملے ہوئے نہیں تھے۔ اور اُن کے درمیان ایک رگ تھی جب آپ کو غصہ آتا تھا تو وہ جنبش میں آتی اور ظاہر ہو جاتی تھی۔ آپ کی ناک لمبی اور نتھنے پتلے تھے جو شخص غور سے نہ دیکھتا تھا وہ جانتا تھا کہ ناک کا بانسا بہت اونچا ہے لیکن درحقیقت بہت اونچا نہیں تھا بلکہ نور کے ابھار سے اونچا معلوم ہوتا تھا۔ آپ کی داڑھی گنجان تھی۔ آپ کے رخسار نرم اور ہموار تھے (نہ پھولے ہوئے تھے نہ پچکے ہوئے تھے) آپ کا دہن مبارک فراخ تھا۔ آپ کے دانت چمکدار و تیز تھے۔ اُن میں کشادگی تھی۔ بالکل ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ باریک بالوں کی ایک تحریر سینے سے ناف تک تھی۔ گردنِ مبارک

گویا ہاتھی دانت یا سنگِ مرمر سے تراشی ہوئی خوبصورت اور چاندی کی طرح صاف اور چمکدار تھی۔ آپ کے اعضا میں اعتدال تھا وہ پُرگوشت تھے اور ایک دوسرے میں تناسب تھا۔ (مثلاً ایک پتلا دوسرا موٹا یا ایک چھوٹا دوسرا بڑا نہ تھا) سینہ و شکم برابر اور ہموار تھے (سینہ پیٹ سے اور پیٹ سینے سے بلند نہیں تھا) سینۂ مبارک چوڑا تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ ہڈیوں کے جوڑ چوڑے اور مضبوط تھے۔ جو حصہ جسمِ مبارک کا کھلا رہتا تھا وہ نہایت روشن تھا۔ ہنسلی سے ناف تک بالوں کی سیلی مثل باریک خط کے تھی۔ اس خط کے سوا چھاتیوں اور پیٹ پر بال نہیں تھے۔ آپ کی کلائیوں پر اور شانوں پر اور سینۂ مبارک کی بلندی پر بال تھے۔ ہاتھوں کے گٹے لمبے تھے ہتھیلیاں چوڑی تھیں۔ دونوں ہتھیلیاں اور قدمِ مبارک پر گوشت اور مضبوط تھے۔ انگلیاں لانبی تھیں۔ تلوے نرم اور گہرے اور قدم زمین پر برابر جمنے والے اور چکنے تھے۔ جب ان پر پانی پڑتا تھا فوراً بہ جاتا تھا۔ آپ قدم کو زمین سے بزور اٹھاتے اور بڑھا کر رکھتے تھے۔ اور سُبکی و وقار کے ساتھ بے تکلف چلتے تھے۔ آپ تیز رفتار تھے۔ اور جب چلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بلندی سے نشیب میں اُتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف ملتفت ہوتے تو ہمہ تن متوجہ ہو جاتے تھے (صرف گردن نہیں پھیرتے تھے) آپ نیچی نگاہ رکھتے تھے۔ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے تھے۔ اکثر گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرماتے تھے۔ اپنے اصحاب کو اپنے سامنے چلاتے اور آپ پیچھے چلتے تھے جو شخص ملتا پہلے آپ ہی اُس کو سلام کرتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ۔

ہمنے یہ بارہ حدیثیں اس رسالہ میں بنظر اختصار لکھدی ہیں ورنہ فضیلت و تاکید سلام کے متعلق اس قدر احادیث ہیں کہ اگر اُن کو جمع کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جب مدینے میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کی خبر سُنی تو بشوق زیارت ہجوم خلایق میں داخل ہوا۔ پہلا کلام جو زبانِ مبارک سے میں نے سُنا وہ یہ تھا کہ یاایہا الناس افشوا السّلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلّوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام یعنی اے لوگو آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ اور کھانا کھلاؤ۔ اور صلہ رحم کا برتاؤ کرو۔ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو تاکہ سلامتی کے ساتھ جنّت مین داخل ہو۔ از تفسیر کبیر۔

**مقصد دوم** سلام اور جواب سلام کا طریقہ اور اُس کے متعلقہ مسائل۔

سلام کرنے کا طریقہ مسنون اور مطابق شرع شریف یہ ہے کہ جب کوئی ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرے تو السّلامُ علیکم یا سلامٌ علیکم کہے اگر بجائے علیکم کے علیک کہے تو بھی جائز ہے۔ اور جواب سلام میں تو اتنا تو اسی قدر ہے کہ وعلیکم السلام یا وعلیک السلام کہدیا جاے لیکن بمنشاے ارشاد الٰہی فحیوا باحسن منھا و باتباع سُنّت سنیہ نبوی احسن اور بہتر یہ ہے کہ رحمت اور برکت کو زیادہ کیا جائے اور یوں جواب دیا جائے کہ وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور یوں کہا

السلام علیک یا رسول اللہ۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے
جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دوسرے شخص نے حاضر ہو کر
یوں سلام کیا السلام علیک ورحمۃ اللہ تو حضور سرورِ عالم نے فرمایا
وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تیسرا شخص خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور
عرض کیا السلام علیک ورحمۃ وبرکاتہ آپ نے اُس کے جواب میں بھی وہی
فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اُس نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے
نقصان میں رکھا اور خدا کا ارشاد فحیوا باحسن منہا کہاں رہا۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے میرے واسطے کوئی مرتبہ زیادت کا نہیں چھوڑا اس لیے
میں نے اُنہیں لفظوں کو رد کردیا جو تو نے کہے۔ اس روایت سے ظاہر ہے
کہ جواب سلام میں رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد اور کوئی لفظ زیادہ نہ کرنا چاہیے
یہی انتہائی مرتبہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فحیوا باحسن منہا اوردوھا
کی پوری تفسیر اپنی زبانِ مبارک سے فرما کر اُمت کو جواب سلام کا طریقہ تعلیم
فرمایا ہے۔ **فائدہ** بعض علما کے نزدیک السلام علیکم سے سلامٌ علیکم
بغیر الف لام کے کہنا بہتر ہے کیونکہ قرآن مجید میں بغیر الف لام کے لفظ سلام
بکثرت وارد ہوا ہے اور الف لام کے ساتھ کم۔ اور جواب سلام میں وعلیکم
یا وعلیک واو کے ساتھ اور بغیر واو کے دونوں طرح درست ہے۔ جواب
میں سلام پر الف لام تعریف کا بڑھانا یا نہ بڑھانا بعض علما کے نزدیک مجیب کے
اختیار میں ہے یعنی چاہے وعلیکم السلام کہے چاہے وعلیکم سلام
لیکن حضرت شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں الف لام

لانا اولی ہے۔

جواب سلام میں صرف وعلیك یا وعلیکم کہدینا اور لفظ سلام کو ترک کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی یہودی کسی مسلمان کو سلام کرے تو اُس کے جواب میں صرف وعلیك یا وعلیکم کہنا چاہئیے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ یہود جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آتے تھے تو بجائے السّلام علیك کے السّام علیك کہتے تھے (لفظ سام کے معنی موت اور ہلاکت کے ہیں) اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جواب میں وعلیکم فرمایا کرتے تھے۔ وہی سُنّت جاری ہوگئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا السّام علیك (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو بد دعا دی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اُن یہودیوں سے کہا بل علیکم السّام واللعنة۔ یہ سُن کر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے عائشہ اللہ رحیم ہے اور ہر کام میں لطف ونرمی کو دوست رکھتا ہے میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے جو کچھ ان یہودیوں نے کہا نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے اُن کے جواب میں وعلیکم کہدیا۔
ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس وقت یہود تم کو سلام کریں اور اُن میں سے کوئی شخص السّام علیکم کہے تو جواب میں وعلیك کہدو۔

غرضکہ سلام کے جواب میں صرف وعلیك یا وعلیکم کہنا اور لفظ سلام کو ترک کرنا

صرف یہود کے لئے مخصوص ہے اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ وہ لوگ بجائے سلام کے سام کا لفظ اپنے سلام میں استعمال کریں واللہ اعلم۔

# چند مسائل متعلقہ سلام

(۱) جب دو مسلمان ملیں تو سلام میں ایک کا دوسرے پر سبقت کرنا سُنت ہے تاکہ دونو طرف سے تواضع ظاہر ہو۔

(۲) سلام میں ابتدا کرنا سُنّت مستحبہ ہے واجب نہیں ہے بلکہ سنّت کفایہ ہے یعنی ایک جماعت میں سے صرف ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہے۔ اور سلام کا جواب دینا بالاتفاق فرض کفایہ ہے۔ اگر جماعت کے سب آدمی جواب دیں تو افضل و بہتر ہے جیسا کہ کل فروض کفائی کا قاعدہ ہے۔

(۳) سُنّت یہ ہے کہ سلام کرنے والا اور جواب دینے والا دونو طہارت رکھتے ہوں۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ایک مرتبہ قضائے حاجت فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو گئے اور تیمم فرمایا اُس کے بعد سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اگر مجھے تیری شکایت کا خیال نہ ہوتا تو میں جواب نہ دیتا جب کبھی ایسی حالت میں مجھکو دیکھے سلام نہ کر۔ اگر کرے گا تو میں جواب نہ دوں گا۔

(۴) اگر کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ فلاں شخص کو میرا سلام کہدینا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک اُس پر ایصال سلام واجب ہو جاتا ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص کسی خالی مکان میں داخل ہو تو اُس کو بھی چاہیے کہ السلام علیکم

کہہ لے۔ وہ سلام خدا کی طرف سے خود اُس پر ہو گا۔ اور اُس کی طرف سے
اُن مومن جنّات پر جن کا ہونا مکان خالی میں ممکن ہے۔ اور سلام کی برکت سے
اُس مکان کے شیاطین و موذیات کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(۶) آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو چاہیے کہ اپنے گھر والوں کو سلام کرے
احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے شیطان اُس کے گھر میں داخل نہ ہوگا
اور خیر و برکت زیادہ ہوگی۔ اور فرشتے اُس گھر سے اُنس کریں گے۔ اپنے
گھر کے علاوہ دوسروں کے گھر کے متعلق جو حکم ہے وہ مقصد اول میں بضمن آیت
سوم و حدیث دہم مذکور ہو چکا ہے۔

(۷) آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنی عورت کو سلام کرے۔ لیکن اگر کوئی
غیر عورت وہاں موجود ہو تو کسی کو سلام نہ کرے نہ اپنی عورت کو نہ اُس اجنبیہ کو۔

(۸) ابن الملک رح کہتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ ابتدائے سلام کرنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا اس لئے کہ وہاں کسی قباحت کا احتمال بھی
نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کے واسطے
زنِ اجنبیہ کو سلام کرنا مکروہ ہے مگر جبکہ عورت بوڑھی ہو اور کسی قباحت کا خوف
نہ ہو تو جائز ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی غیر عورت سلام کرے اور جواب دینے میں
اس بات کا خوف ہو کہ شاید کوئی تہمت لگ جائے یا فتنہ پیدا ہو تو اُس کے
سلام کا جواب دینا واجب نہ ہوگا۔ اور یہی حکم عورت کے لئے ہے جبکہ اُس کو
غیر مرد سلام کرے۔

(۹) ابتداءً علیک السّلام کہنا مکروہ ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائً علیک السّلام کہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جواب میں فرمایا ان علیک السلام تحیۃ المیت اور یہ الفاظ تین بار کہے۔ پھر فرمایا کہ جب تمہارا کوئی بھائی (مسلمان) ملا کرے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کہا کرو۔

(۱۰) جب کوئی شخص السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو جواب میں صرف وعلیکم السلام کہنا جائز نہیں ہے بلکہ وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہم کہنا چاہیئے۔

(۱۱) جواب سلام فوراً دینا چاہیئے اگر تاخیر کرے گا اور جواب کا وقت گزر جائے گا تو پھر جواب جواب نہ رہے گا بلکہ ابتدائی سلام ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ابتدائے سلام میں علیک السّلام یا وعلیک السّلام کہنا مکروہ ہے۔ اور جوابِ سلام زیادہ زور سے پکار کر نہ دینا چاہیئے۔ ایسی آواز سے دینا کافی ہے کہ سلام کرنے والا جواب کو اچھی طرح سُن لے۔

(۱۲) حالاتِ ذیل میں سلام کرنا درست نہیں ہے۔

**اول**۔ یہودی مذہب کے آدمی کو۔ نہ ملاقات کے وقت نہ خط وکتابت میں یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ مگر قاضی عیاض رح نے ایک جماعت علما سے روایت کی ہے کہ ابتدائے سلام یہود و نصاریٰ سے اگر ضرورت اور حاجت ہو تو جائز ہے لیکن اہل بدعت کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ مذہب مختار یہ ہے کہ اُن سے سلام کی ابتدا نہ کی جائے مگر بہ عذر یا خوف مفسدہ۔

**تشریح**۔ بدعت اصطلاح فقہا و محدثین میں یہ ہے کہ دین و مذہب میں کوئی ایسی نئی چیز یا نئی بات نکالی جائے یا امور دین میں کوئی ایسی کمی کی جائے جس کا وجود

زمانۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا اور جو کسی اصل شرعی سے ثابت و جائز نہ ہو۔

**دوم** - جو شخص بروز جمعہ مسجد میں جاوے اور ایسے وقت داخل ہو کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو سلام نہ کرنا چاہیئے۔ علیٰ ہذا القیاس جو شخص تلاوتِ قرآن مجید کر رہا ہو اور جو عالم حدیث شریف یا کسی اور علمِ دین کا درس دے رہا ہو۔ اور جو شخص اذان دینے یا اقامت کہنے میں مصروف ہو اس کو بھی سلام نہ کرنا چاہیئے۔

**سوم** - حمام میں داخل ہونے پر اگر لوگ تہمد یا لنگی وغیرہ باندھے ہوئے ملیں تو اُن کو سلام کرنا چاہیئے۔ اگر برہنہ ہوں تو نہ کرنا چاہیئے۔

**چہارم** - جو شخص کوئی کھیل نردسے کھیل رہا ہو جیسے شطرنج۔ چوسر پچیسی وغیرہ یا گا رہا ہو یا کبوتر اڑا رہا ہو یا کسی معصیت میں مشغول ہو اس کو سلام نہ کرنا چاہیئے۔

## مقصدِ سوم طریقۂ سلام میں اس زمانے کے مسلمانوں کے ایجادات اور غیر مذاہب کا طریقۂ سلام

آجکل مسلمانوں میں سلام کے جو الفاظ تحریر و تقریر میں مروج و مستعمل ہیں وہ سلام مسنون اور طریقۂ شرعی کے بالکل خلاف ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ آداب بندگی **تسلیم۔ تسلیمات۔ سلام۔ کورنش۔ مجرا۔ عشق اللہ۔ یا داللہ۔**

بعض الفاظ کا استعمال دیکھئے **مرزا دبیر ؎**

اٹھ کے ناتے سے آداب وہ بجا لایا  مگر حسین تھے بیہوش کچھ نہ فرمایا

**کرم ؎** اسے بندگی جو مریض ہو نہ مرض کی اُس کو دوا ملے
سبے خونِ دل عوضِ دوا غم و غصہ جائے غذا ملے

منیرؔ ہر مہینے ہلالِ ابرو کو — جھک کے تسلیم ماہِ نو نے کی

دبیرؔ پس از شروطِ قدمبوس و بعد تسلیمات — یہ عرض تم سے ہے صغرا کی اے شہِ خوش ذات

صباؔ طاقِ ابرو سے اُن کے ورکہ نرگسے — ہم یہیں سے سلام کرتے ہیں

دلگیرؔ مجرا اُسے جو بیٹھی تھی اس انتظار میں — اصغر بھریں جو رَن سے تو لوں میں کنار میں

میرؔ بتوں کو پوجتے ہیں برہمن اکراہ کرتے ہیں — حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

مولفؔ یا د اللہ بتوں سے چھوڑی — اب تو ہم یادِ خدا کرتے ہیں

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض حضرات صرف ہاتھ اُٹھا دیتے ہیں۔ منہ سے کچھ نہیں کہتے بعض اشخاص کسی قدر جھک جاتے ہیں۔ نہ ہاتھ اُٹھاتے ہیں نہ منہ سے کچھ کہتے ہیں۔ اکثر امراے قوم کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان بجاے آداب تسلیمات کورنش بندگی کے السلام علیکم کہے تو اُس کو بے ادب گستاخ سمجھتے اور اُس سے ناراض ہوجاتے ہیں۔ یہ نہیں خیال فرماتے کہ خدا ورسول نے اہل اسلام کے واسطے یہی طریقہ پسند اور مقرر فرمایا ہے اس میں جو خوبیاں ہیں وہ بندگی آداب وغیرہ میں کہاں ہے۔

**فائدہ**۔ عمر دبن شعب اپنے باپ اور وہ اپنے باپ محمد بن عبداللہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص جو ہمارے غیر کے ساتھ مشابہت اختیار کرے ہم میں سے نہیں ہے۔ تم یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ اختیار کرو۔ یہود کا سلام اُنگلیوں کے اشارے سے ہوتا ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے۔ انتہی الحدیث۔ صاحب کتاب مرقاۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ مقصد

اِس حدیث شریف کا یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ اُن کے تمام کاموں میں عموماً مشابہت نہ اختیار کی جائے۔ اور خصوصاً اِن دو خصلتوں (سلام بالاصابع اور سلام بالکف) میں۔ یہ دونوں گروہ شاید سلام یا جواب سلام یا دونوں میں صرف اشارے پر اکتفا کرتے تھے۔ زباں سے لفظ سلام نہیں کہتے تھے جو آدم علیہ السلام اور اُن کی اولاد کی سنت ہے۔ اور گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس بات کی پیشین گوئی فرمائی ہے کہ آپ کی اُمت کے کچھ لوگ بھی یہی یا ایسا عمل کریں گے مثلاً صرف جھک جائیں گے یا سر ہلا دیں گے یا فقط اسلام کا لفظ کہدیں گے فقط۔

میں کہتا ہوں کہ صاحب مرقاۃ نے اس مقام پر بعض کا لفظ لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے زمانے میں سلام کے طریقے خلاف سنت قلت کے ساتھ جاری ہوگئے تھے۔ مگر زمانہ موجودہ میں تو رسم و رواج مذمومہ اس کثرت کے ساتھ پھیل گیا ہے کہ سلام مشروع کا عمل بہت قلیل باقی ہے اور وہی ناجائز صورتیں سلام کی نمایاں ہورہی ہیں جن کو صاحب مرقاۃ نے اور میں نے کچھ بیان کیا ہے۔ اے برادران ایمانی دیکھو آج کل تمام اہلِ عالم مین اپنے اپنے مذہب کی پابندی کا شور مچا ہوا ہے۔ تمکو بھی واجب لازم ہے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرو اور اُس گروہ میں شامل نہ ہو جسکو مشابہت بالاغیار سے منع کیا گیا ہے۔ اللھم وفقنا لصالح الاعمال و لاتباع رسولک

ونبیک صلّی اللہ علیہ وسلم فی الافعال والاعمال والاقوال انک انت الکبیر المتعال۔

اب میں چند مشہور مذاہب کے سلام کا طریقہ اور اس کی وضع وصورت بیان کرتا ہوں

(۱) یہودیوں میں سلام کرنے کا طریقہ وقت ظہور اسلام یہ تھا کہ انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے تھے۔ زمانۂ حال میں یہ دستور ہے کہ صرف ایک انگلی (انگشت شہادت) اٹھا کر سلام کرتے ہیں۔ منہ سے کچھ نہیں کہتے۔

(۲) نصرانیوں میں سلام کرنے کا طریقہ بہ زمانۂ ظہور اسلام تھا کہ ہاتھ کو منہ پر یا ہتھیلی کو پیشانی پر رکھکر سلام کرتے تھے۔ اور زمانۂ حال میں بہت سے الفاظ اوقات کے لحاظ سے وضع کئے گئے ہیں۔

(۱) گڈ مارننگ صبح کے وقت ونیز جب کئی دن کے بعد ملاقات ہو تو کہتے ہیں۔ (۲) گڈ نون دوپہر کے وقت (۳) گڈ ڈے بارہ بجے کے بعد۔ اس لفظ میں تعمیم بھی ہے۔ دن بھر میں جس وقت چاہیں استعمال کرسکتے ہیں (۴) گڈ آفٹر نون تیسرے پہر کو کہا جاتا ہے (۵) گڈ ایوننگ۔ شام کے وقت کا سلام ہے۔ (۶) گڈ نائٹ رات کا سلام ہے (۷) گڈ بائی۔ جس وقت کوئی کسی سے رخصت ہوتا ہے تو رخصت ہونے والا اور رخصت کرنے والا دونوں کہتے ہیں۔

(۳) مجوس یعنی پارسیوں میں سلام کرنے کا طریقہ پہلے یہ تھا کہ صرف جھک جاتے تھے۔ اور اب یہ ہے کہ صاحب جی کہکر اور ہاتھ جوڑ کر ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ گجرات کے پارسی وہاں کے ہندوؤں کی طرح جیسیم جی کہتے ہیں۔

(۴) ہندوؤں میں حسب مدارج اعلیٰ و اوسط و ادنےٰ سلام و دعا کے مختلف الفاظ ہندی زبان میں مستعمل ہیں۔ بعض کی تشریح اس مقام پر کی جاتی ہے قوم برہمن کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو نمشکار کہتے ہیں اور دوسری

قوم کے لوگوں کو آسیرباد کہتے ہیں۔ جس کے معنی دعا کے ہیں۔ دیگر اقوام کے اشخاص برہمنوں سے۔ ڈنڈوت۔ ڈنڈم۔ پالاگن۔ داسنی۔ ڈھوک کہتے ہیں اور جواب میں برہمن۔ آنند رہو۔ سکھی رہو۔ بھگوان دیا کرے۔ رام کرپا کرے وغیرہ وغیرہ بطور دعا کے کہتے ہیں۔ الفاظ دعا کا استعمال جواب میں سوائے قوم برہمن کے عموماً رائج نہیں ہے۔ البتہ اطفال جب اپنے بزرگوں کو ہاتھ جوڑ کر یا قدم لیکر سلام کرتے ہیں تو وہ جواب میں صرف چرنجیو۔ کہدیتے ہیں۔

میر انشاء اللہ خاں نے اپنے ایک شعر میں ڈنڈوت کا لفظ اس طرح نظم کیا ہے۔ مصرعہ اسے عشق ادھر آ و مہاراجوں کے راجہ ڈنڈوت ہے تم کو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ برہمن یا گرو کے یہ لفظ راجہ و مہاراجہ کے واسطے بھی مستعمل ہوسکتا ہے۔

کایستھ آپس میں جے رام جی اور بندگی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

کھتری، راجپوت اور شودر (ادنیٰ قومیں) آپس میں رام رام کہتے ہیں۔ گوڑ برہمن آپس میں جے رادھے کرشن کہتے ہیں۔

راجپوتانہ کے ہنود (برہمن۔ راجپوت۔ مہاجن وغیرہ) جس اوتار کو زیادہ مانتے ہیں اُس کا نام لیکر سلام کرتے ہیں۔ مثلاً جے سیتا رام جی کی۔ جے رگھناتھ جی کی۔ جے گوپال جی کی۔ گوپی ناتھ جی کی۔ وغیرہ وغیرہ اور بعض اوقات صرف سری جے کہدیتے ہیں۔

سکھ لوگ عام طور پر آپس میں۔ سری واہے گرو جی کا خالصہ۔ سری واہے گرو جی کی فتح کہتے ہیں۔ فرقہ رادھا سوامی کے لوگ سلام اور جواب سلام کے موقع پر

رادھا سوامی کہا کرتے ہیں۔

**غرضکہ** سلام ایک ایسی عمدہ اور ہر دل عزیز اور مفید صفت ہے جسکا رواج ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ اور امریکہ کے ہر ملک۔ ہر شہر۔ ہر قصبہ۔ اور ہر قریہ میں جاری ہے۔

اور کچھ مسلمانوں ہی کی تخصیص نہیں بلکہ ہر ملت۔ ہر مذہب۔ ہر قوم۔ ہر گروہ۔ اور ہر فرقے کے اعلیٰ۔ اوسط اور ادنٰے درجے کے لوگ جاہل ہوں یا عالم۔ مہذب ہوں یا غیر مہذب سب اس کو کسی نہ کسی طریقے سے باھدگر عمل میں لاتے ہیں۔ یہ رواج اور قبول عام اس بات کا پتہ دے رہا ہے کہ بمضمون حدیث شریف مندرجۂ مقدمۂ رسالۂ ہذا اس کی ابتدا سب آدمیوں کے باپ حضرت ابو البشر آدم علیہ السّلام سے ہوئی ہے۔ اسی سبب سے ہر فرد بشر اس کو دل سے پسند کرتا اور اپنے اپنے طور پر عمل میں لاتا ہے۔

اگرچہ سلام تمام روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ ہر جگہ ہر رنگ بدل بدل کر اپنی دلفریب صورت دکھاتا ہے اور اپنی دلکش آواز سناتا ہے۔ لیکن جو طریقہ سلام اور جواب سلام کا اسلام میں مشروع اور مقرر ہے وہ سب سے اچھا اور زیادہ جامع و مفید ہے۔ جیسا کہ ہر عاقل منصف بہ اندک غور سمجھ سکتا ہے۔ اس رسالے میں فلسفیانہ طور سے اس پر بحث کرنا خارج از مقصود ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس شعار مذہبی کی پابندی اور ترویج میں ہمیشہ کوشش کریں۔

اور طریق مسنون و مشروع میں اختراعات مذمومہ کو ہرگز جائز نہ رکھیں۔ جابر رضی اللہ

تعالےٰ عنہ ایک طولانی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام نہ کرنے والے کو بخیل کے لقب سے یاد فرمایا ہے اور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سلام کرنے سے پہلے باتیں شروع کردے اُس کی باتوں کا جواب نہ دو۔ جب تک سلام سے ابتدا نہ کرے۔ افسوس ہے اُن مسلمانوں پر کہ ابتدائے اسلام کا کیا ذکر اپنے شناساؤں سے بھی بعض اوقات راستہ گلی یا بازار میں آنکھ چرا کر اور انجان بنکر نکلجاتی ہیں تاکہ سلام نہ کرنا پڑے یا اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ دوسرا شخص انکو سلام کرے۔ ع۔ وائے بر ما و مسلمانئی ما۔ اوپر ایک حدیث میں مذکور ہوچکا ہے کہ سلام کو آپس میں پھیلانا اور افشا کرنا محبّت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور فی الواقع یہ تجربے کی بات ہے کہ جس شخص کو آپ سلام کرینگے اُس کے دل میں آپ کے ساتھ۔ اور جو آپ کو سلام کریگا آپ کے دل میں اُس کے ساتھ فوری اُنس و محبّت کا احساس اور اثر ضرور پیدا ہوگا۔ اور ایک کو دوسرے کے ساتھ برادرانہ تعارف حاصل ہوکر باہمی اضرار اور ایذا کے اندیشہ سے اطمینان ہوجائے گا۔ گو وہ اثر اور اطمینان دیرپا نہو پس ایسے عمل مفید سے غافل ہونا اور اُس کو ترک کرنا یا سلام کی ابتدا کو خلاف احکام خدا و رسول موجب عار و حقارت جاننا کسی طرح مناسب اور جائز نہیں۔ بلکہ داخل معصیت ہے۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا و لا تزغ قلوبنا۔

**خاتمہ مشتمل بر چند فوائد ضروری۔**

**فائدہ۔(۱)** طریقۂ سنّت یہ ہے کہ سوار آدمی پیادہ کو پہلے سلام کرے۔ اسپ سوار خر سوار کو۔ چھوٹا بڑے کو۔ چھوٹا گروہ بڑے گروہ کو۔ اور جو کھڑا ہو وہ بیٹھے ہوے کو پہلے سلام کرے۔ سلام بہ آواز بلند کیا جاے لیکن اس قدر کرخت آواز نہونی چاہیئے کہ جس سے بجاے اُنس کے وحشت پیدا ہو۔ اور مخصوصیت کے ساتھ کسی شخص کو مجمع میں نامزد کرکے سلام نہ کرنا چاہیئے۔

**فائدہ۔(۲)** سلام کے وقت مصافحہ کرنا حضور پر نور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف میں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جب دو مسلمان ملاقات کریں اور ایک دوسرے کو سلام کرے اور مصافحہ کریں تو ایک سو رحمتیں نازل ہوں گی۔ نوّے(۹۰) اُس کے لئے جس نے ابتدا اسے سلام کی ہے اور دس اُس کے لئے جس نے مصافحہ کیا ہے۔ دوسرے احادیث بھی مصافحہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔

**فائدہ۔(۳)** بہتر یہ ہے کہ سلام کرنے والا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ صیغہ جمع کے ساتھ کہے اگرچہ مخاطب یعنی جس کو سلام کیا جاتا ہے۔ ایک ہی مسلمان ہو۔ اور جواب دینے والے کو وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیئے یعنی لفظ علیکم سے پہلے حرف واو استعمال کرے۔ اور اقل درجہ سلام کا یہ ہے کہ السّلام علیکم یا سلامٌ علیکم یا السّلام علیک یا سلامٌ علیک

کہے۔ علی ہذا القیاس جواب سلام کا اقل درجہ یہ ہے کہ وعلیکم السلام یا وعلیك السلام کہنا چاہیئے۔ اور اگر واؤ حذف کرے تب بھی جائز ہے۔ جیسا کہ مقصد دوم میں بیان ہو چکا ہے۔

**فائدہ۔** (۴) اگر کسی مسلمان نے کسی ایسے شخص کو سلام کیا جسکو نہیں پہچانتا تھا اور بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ ذمی تھا (ذمی اُس کافر کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اُس کی جان و مال کی حفاظت کا عہد و پیمان بعوض ادائے جزیہ کیا گیا ہو۔) تو مستحب یہ ہے کہ اُس سے سلام کو اس طرح واپس لیا جائے کہ سلام کرنے والا مسلمان اُس ذمی سے کہے کہ میرے سلام کو پھیر دو۔

**فائدہ۔** (۵) علامہ محمد مہدی بن احمد الفارسی رحمۃ اللہ علیہ مصنف مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ازکیٰ سلاماً کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام سب آدمیوں سے نہایت مبارک اور بہت ہی پاک تھا۔ آپ کثرت سے لوگوں کو سلام کرتے تھے۔ جو شخص ملتا تھا آپ سلام میں سبقت فرماتے تھے بچوں کو سلام کرتے تھے جس قوم اور گروہ کی طرف آپ کا گذر ہوتا تھا آپ اُس گروہ کے اشخاص کو سلام کرتے تھے۔ اور تین مرتبہ سلام کرتے تھے۔ آپ کے سلام سے مسلمانوں کو حلاوت و لذت ملتی تھی اُن کی روحیں تازہ ہو جاتی تھیں۔ قلوب روشن ہو جاتے تھے۔ اُن کے احوال میں جدت و زیادتی ہوتی تھی۔ اُن پر خوشبودار ہوائیں چلتی تھیں۔ جن سے ایمان کی قوت بڑھ جاتی تھی۔ انوار ایمان

زیادہ پاک وصاف ہوجاتے تھے۔ اور معارف واسرار ترقی کرجاتی تھے۔
اللھم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم۔
فائدہ۔ (۲۱) ملا محمد باقر مجلسی کتاب حلیۃ المتقین کے گیارھویں باب کی فصل اوّل میں لکھتے ہیں کہ حدیث معتبر میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت میں چند بالاخانے ایسے ہیں کہ جن کے اندر سے باہر کی چیزیں اور باہر سے اندر کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں میری امت میں سے اُن بالاخانوں میں وہ شخص داخل ہوگا جو لوگوں سے شیریں زبانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور دوسرے اشخاص کو کھانا کھلاتا ہے۔ اور آدمیوں میں سلام کو پھیلاتا ہے۔ اور رات کو اُسوقت نماز پڑھتا ہے۔ جب لوگ سوتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ افشاے سلام سے یہ مراد ہے کہ سلام کرنے میں کسی مسلمان کے ساتھ بخل نہ کرے۔
حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے منقول ہے کہ جو مومن مسلمانوں کی جماعت کو سلام کرے اُس کے جواب میں فرشتے سلامٌ علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمیشہ کہتے رہتے ہیں۔
حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہے کہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔
حضرت امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ جب تو مسجد میں داخل ہو اور لوگ نماز پڑھتے ہوں تو سلام نہ کر۔ اور حضرت رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ وسلم) پر سلام بھیجکر نماز میں متوجہ ہو جا۔ اور اگر ایسی مجلس میں داخل ہو کہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہوں تو اُن کو سلام کر۔

حضرت امیرالمومنین (سیدنا علی علیہ السلام) سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو اپنے اہل خانہ پر سلام کرے۔ اور اگر کوئی نہو اور گھر خالی ہو تو کہے السلام علینا من عند ربنا۔ اور اگر کوئی شخص تجھسے کہے حیاک اللہ یا السلام تو اسکو یوں جواب دے۔

انت فحیاک اللہ بالسلام واحل لک دار المقام۔

**فائدہ۔ (۷)** امام غزالی روح اللہ روحہ کتاب احیاء العلوم کی دوسری جلد کے تیسرے باب میں مسلمانوں کے حقوق میں لکھتے ہیں۔

روایت کی جابر رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل و عیال کو سلام کرو اس واسطے کہ جب کوئی شخص سلام کریگا تو شیطان اُس کے گھر میں داخل نہ ہو گا۔

انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے انس پورے اور کامل طور سے وضو کیا کرو۔ اس سے تمہاری عمر میں زیادتی ہوگی اور میری امت کے جس شخص سے ملاقات کرو اسکو پہلے تم سلام کرو۔ اسا سے تمہاری نیکیوں میں زیادتی ہو گی۔ اور جب اپنے گھر میں آؤ تو اپنے اہل بیت کو سلام کرو۔ اس سے تمہارے گھر میں نیکی اور بھلائی زیادہ ہو گی۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتحقیق ملائکہ تعجب کرتے ہیں ایسے مسلمان سے جو کسی مسلمان کی طرف گزرتا ہے۔ اور اوسکو سلام نہیں کرتا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو سلام کرے کہ برکت کا سبب ہوتا ہے اور فرشتے اوس گھر سے اُنس کرتے ہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے کتاب کیمیاے سعادت میں غصے اور حسد وغیرہ کے بیان کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے مسلمانو تم میں وہ چیز پیدا ہونی شروع ہوی ہے جس نے تم سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ وہ چیز حسد و عداوت ہے۔ قسم ہے اوس خدا کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے تم لوگ جنت میں نہ جاؤگے جب تک ایمان نہ رکھوگے اور ایمان نہ رکھوگے جبتک ایک دوسرے کے دوست نہوگے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ محبت کس طرح حاصل ہوتی ہے ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو هذا آخر ما اردنا ایراده فی هذه الرسالة۔

## ضمیمہ

مشتمل اُن آیات پر جن میں لفظ سلام عموماً واقع ہوا ہے ہرچند اس ضمیمہ کا تعلق پورے طور پر رسالۂ ہذا سے نہیں ہے۔ لیکن محض اس خیال سے کہ اگر کوئی شخص کسی آیت کو جس میں لفظ سلام واقع ہے دیکھنا یا یہ دریافت کرنا چاہے کہ جملہ آیات سلام کے کس قدر ہیں تو اس ضمیمہ سے معلوم کرسکتا ہے۔ ضمیمہ

شامل کیا گیا۔

(۱) ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا ط سورۂ نساء پ۵

(۲) اذا جاءك الذین یؤمنون بآیاتنا فقل سلام علیکم ط انعام پ۷

(۳) لهم دار السلام عند ربهم وهو ولیهم ط انعام پ۸

(۴) ونادوا اصحاب الجنة ان سلام علیکم تحت اعراف پ۸

(۵) وتحیتهم فیها سلام ج یونس پ۱۱

(۶) واللہ یدعوا الیٰ دار السلام ط یونس پ۱۱۔

(۷) قیل یا نوح اهبط بسلام منا وبرکات علیك وعلیٰ امم ممن معك ط هود پ۱۲۔

(۸) ولقد جاءت رسلنا ابراهیم بالبشریٰ قالوا سلاما قال سلام ط هود پ۱۲

(۹) سلام علیکم بما صبرتم ج رعد پ۱۳

(۱۰) تحیتهم فیها سلام ط ابراهیم پ۱۳

(۱۱) ادخلوها بسلام امنین ط حجر پ۱۴

(۱۲) الذین تتوفٰهم الملٰئکة طیبین یقولون سلام علیکم النحل پ۱۴

(۱۳) وسلام علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا ط مریم پ۱۶

(۱۴) والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا ط مریم پ۱۶۔

(۱۵) قال سلام علیك سأستغفر لك ربی ط مریم پ۱۶

(۱۶) لایسمعون فیھا لغوا الا سلاما ط مریم پ۱۶

(۱۷) والسلام علی من اتبع الھدی ہ طٰہٰ پ۱۶

(۱۸) قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم ہ انبیاء پ۱۷

(۱۹) لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ط نور پ۱۸

(۲۰) واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ہ فرقان پ۱۹

(۲۱) قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ہ نمل پ۲۰

(۲۲) سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین ہ قصص پ۲۰

(۲۳) تحیتھم یوم یلقونہ سلام ج احزاب پ۲۲

(۲۴) ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہ احزاب پ۲۲

(۲۵) سلام قف قولا من رب الرحیم ہ یٰسٓ پ۲۳

(۲۶) سلام علی نوح فی العٰلمین ہ والصافات پ۲۳

(۲۷) سلام علی ابراھیم ۔ والصافات پ۲۳

(۲۸) سلام علی موسیٰ وھارون ہ والصافات پ۲۳

(۲۹) سلام علی ال یاسین ہ والصافات پ۲۳

(۳۰) سلام علی المرسلین ہ والصافات پ۲۳

(۳۱) قال لھم خزنتھا سلام علیکم

(۳۲) فاصفح عنھم وقل سلام ط زخرف پ۲۵

(۳۳) ادخلوھا بسلام ق پ۲۶

(۳۴) فقالوا سلاما قال سلام مرج ذاریات پ۲۷

(۳۵) الا قیلا سلاما سلاما ہ واقعہ پ۲۷

(۳۶) فسلام لک من اصحاب الیمین ہ واقعہ پ۲۷

(۳۷) هو الله الذی لا اله الا هو ج الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ط حشر پ۲۸

(۳۸) من کل امر ہ سلام قف قدر پ۳۰

الحمد للہ کہ یہ مختصر رسالہ جو بعض احباب کی فرمائش سے بہت عجلت کی حالت میں لکھا گیا ہے کہ آج بتاریخ ہفتم شہر ربیع الاول ۱۳۲۳ ہجری بمقام حیدر آباد دکن اختتام کو پہنچی ہے اللہ تعالیٰ جسکا ایک نام پاک سلام بھی ہے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اسکو قبول فرمائے اور اس سے جملہ مؤمنین و مسلمین کو نفع پہنچائے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تاریخ اختتام رسالہ ہذا من تصنیف مولوی سید سراج الدین احمد سلمہ اللہ تعالی برادر زادہ مؤلف

| | | |
|---|---|---|
| عالم باکمال و | صاحب فیض | شاعر خوش بیان و ذی جودت |
| مولوی حاجی رشید | ...نہ صاحب | میرے عم شفیق و باعظمت |
| کیا رسالہ انہوں نے یہ | لکھا | جامع خیر و قامع بدعت |
| بہر اجرائے سنت الاسلام | سلام | سعی فرمائی ہے بصد ہمت |
| ہیں مسائل سلام کے مذکور | ر | سب ذرو سے کتاب ہم سنت |
| دے مسلمانوں کو خدا توفیق | | کہ عمل اسپہ رکھیں بارغبت |
| تازہ مضمون ہر ایک مقصد کا | | دیکھکر دل کو ہوتی ہے فرحت |

مٹ گئی اس سے ظلمتِ احداث | اس سے چمکی ہے دین کی طلعت
اے سراج اس رسالہ کی تاریخ | ہے یہ اوج رحمت و برکت

۱۳۱۳ھ

تمت

# فہرست مضامین رسالۂ سلام الاسلام